ڈاکٹر محمد مصطفےٰ الاعظمی استاذ حدیث ملک سعود یونیورسٹی ریاض
ترجمہ۔ حافظ محمد عمیر الصدیق دریابادی ندوی

پروفیسر شاخت اور حدیث نبویؐ

تمہید | زمین پر انسان کا وجود، مرد و زن کے باہمی تعلقات کا رہین منت ہے۔ انسانی آبادی کی وسعت و کثرت بھی اسی سے ہے۔ فطری طور سے ایک انسان تنہا زندگی گزار نہیں سکتا۔ اس روئے زمین پر جب تک زندگی کی رونق رہے گی۔ اس وقت تک فرد، خاندان، محدود طبقے اور ان محدود و مختصر طبقوں سے ترتیب پائے ہوئے بڑے بڑے معاشرے قائم رہیں گے اور یہ سب کرۂ ارض کی تعمیر میں اپنا اپنا کردار ادا کرتے رہیں گے یہ اس لئے کہ انسان اپنی فطرت اور نشو و نما کے لحاظ سے معاشرتی اور اجتماعی زندگی گذارنے کی صفت سے آراستہ ہے۔

معاشرہ میں انسان کو اپنی مادی حاجتوں اور روحانی خواہشوں کو پورا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ کوشش کرتا ہے کہ جس قدر ممکن ہو اپنے لئے خیر اور نفع کو حاصل کرے۔ اسی لئے افراد کے درمیان مقابلہ اور تصادم کی صورتیں بھی پیدا ہوتی ہیں۔ اور اس راہ میں جب انسان بے قید اور بے پناہ ہوتا ہے تو پھر انتشار کی کیفیت ظاہر ہوتی ہے۔ اسی لئے فطری طور سے ہر معاشرہ کے لئے ایک ایسا نظام ناگزیر ہو جاتا ہے۔ جس میں رسوم و رواج اور قوانین و ضوابط کی کارفرمائی ہو اور پھر ان سب عوامل کے تحت زندگی گزاری جائے۔ قانون کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ وہ معاشرہ کی عمدہ قدروں کی روشنی میں، افراد کی زندگی کو منظم رکھے۔ تاکہ اجتماعی زندگی کا کاروان خوبی اور سلامتی کے ساتھ رواں دواں رہے۔

یہیں سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ جب کسی معاشرہ کی اعلیٰ اخلاقی اور انسانی قدروں میں کوئی تغیر ہوتا ہے یا اس معاشرہ کے اجتماعی نقطہ نظر میں کوئی تبدیلی آتی ہے تو پھر اس معاشرہ کے قانونی نظام میں بھی تبدیلی ناگزیر ہو جاتی ہے۔ ایسی مثالیں ان ممالک کی تاریخ میں صاف مل جاتی ہے۔ جو ایک نظام سے دوسرے نظام میں منتقل ہوتے ہیں، مثلاً سرمایہ دار ملک جب سوشلسٹ یا کمیونسٹ حکومتوں میں تبدیل ہوئے تو ان کے معاشرہ کے قانونی نظام میں بڑی تبدیلی آئی۔

بعثت نبویؐ کے وقت عرب کی حالت | اسی طرح جب ہم چھٹی صدی عیسوی کے جزیرۂ عرب پر نظر ڈالتے ہیں کہ کعبہ پہلا وہ گھر خدا کا جسے صرف خدائے واحد کی پرستش کے لئے بنایا گیا تھا۔ وہ بتوں کی ایک خاص

بڑی تعداد سے بھرا ہوا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ کے موقع پر بیت اللہ میں داخل ہوئے تو آپ نے کعبہ میں تقریباً ۳۶۰ بتوں کو دیکھا۔

مستشرق میور نے لکھا ہے کہ عربوں کے عقیدہ کی بنیاد خالص بت پرستی پر تھی اور ان کے اس عقیدہ میں کسی کمزوری کی کوئی علامت نہیں تھی۔ اسی لئے ان کا یہ مضبوط عقیدہ مصر و شام کی تمام مسیحی تبلیغی کوششوں کا مقابلہ کرتا رہا ان کی تجارت میں سود کا معاملہ تھا۔ اور اجتماعی وحدت صرف قبیلہ کی صورت میں نظر آتی تھی۔ ان کی کوئی باضابطہ اور منظم حکومت نہیں تھی۔ اسی لئے حکومت اور ریاست کے پیمانہ پر فریاد رسی اور انصاف طلبی کی کوئی سبیل نہیں تھی۔ تنازعوں کے حل کی دو ہی صورتیں تھیں کہ یا تو انتقام لیا جائے یا پھر فریقین میں سے کوئی ایک کسی فیصلہ کو تسلیم کر لے[1]

ایسے صنم پرست ماحول میں اور ایسے معاشرہ میں جو کسی عادلانہ نظام یا قانون ساز ادارہ سے واقف نہیں تھا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دین کا داعی بنا کر بھیجا۔ آپؐ نے دس برس تک مکہ کے سخت اور دشوار ترین حالات میں اسلام کی تبلیغ کی۔ یہاں یہ حقیقت بھی سامنے رہے کہ آپ کی بعثت سے قبل مکہ میں بعض عیسائی مبلغ موجود تھے۔ اور ایسے شعرا بھی تھے جو بتوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے لیکن ان مسیحی مبلغوں یا ان شاعروں کو بت پرستوں کی طرف سے کسی مقابلہ یا تصادم کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ سخت مرحلے اور دشوار گزار منزلیں آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کی ہی راہوں میں کیوں آئے۔ اس کا واحد جواب یہ ہے کہ مشرکین کو یہ خوب معلوم تھا کہ لا الٰہ الا اللہ کے اقرار کے بعد زندگی کا رُخ کس سمت ہو جائے گا۔ ان کو یہ یقین تھا کہ یہ کلمہ محض ایک بے روح کلمہ نہیں ہے۔ ان کو یہ بھی احساس تھا کہ یہ ایسا کلمہ ہے جو خدا کے سامنے سپر اندازی بلکہ مکمل سپردگی کا طالب ہے۔ یہ عقل و جذبہ، جسم اور روح، تجارت اور سیاست، قانون اور عبادت اور معاملہ اور فہم ہر چیز میں انسان سے مکمل سپردگی کا تقاضا کرتا ہے اور اسی کی جانب قرآن کی اس آیت میں اشارہ ہے کہ[2]

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ (الانعام ۱۶۲-۱۶۳)	آپ فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادات اور میرا جینا اور مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو مالک ہے سارے جہان کا۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں میں پہلا ہوں۔

---

[1] لائف آف محمدؐ۔ میور ص ۸۲، ۸۳ [2] آیتوں کا ترجمہ مولانا اشرف علی تھانویؒ کی بیان القرآن سے ماخوذ ہے

قرآن مجید نے اس حیثیت کو یہ کہہ کر اور زیادہ اہمیت دی کہ قانون اور اس کی بالادستی کا حق صرف خدا کی ذات اور اسی کے حقہ میں ہے۔

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي
خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ
فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ
عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ
يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَ
الْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ
أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ
تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ
(اعراف ۵۴)

بے شک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے سب
آسمانوں اور زمینوں کو چھ روز میں پیدا کیا
پھر عرش پر قائم ہوا۔ چھپا دیتا ہے شب سے
دن کو ایسے طور پر کہ وہ شب اس دن کو
جلدی سے آلیتی ہے اور سورج اور چاند
کو اور دوسرے ستاروں کو پیدا کیا۔ ایسے
طور پر کہ سب اس کے حکم کے تابع ہیں۔ یاد
رکھو اللہ ہی کے لئے خاص ہے خالق ہوتا
اور حاکم ہونا، بڑی خوبیوں کے بھرے ہوئے
ہیں اللہ تعالیٰ جو تمام عالم کے پروردگار ہیں

ایک جگہ اور فرمایا:-

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ
الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَهَٰذَا
حَرَامٌ لِتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ
الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ
عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ
(نحل ۱۱۶)

اور جن چیزوں کے بارے میں محض تمہارا جھوٹا
زبانی دعویٰ ہے ان کی نسبت یوں مت
کہہ دیا کرو کہ فلانی چیز حلال ہے اور فلانی چیز
حرام ہے جس کا حاصل یہ ہو گا کہ اللہ پر
جھوٹی تہمت لگا دو گے بلاشبہ جو لوگ اللہ
پر جھوٹ لگاتے ہیں وہ فلاح نہ پاویں گے۔

چنانچہ جب مدینہ میں مسلمانوں کی جماعت طاقتور بن کر سامنے آئی تو پھر قرآن کے عطا کردہ اسلامی عقیدہ کی بنیاد پر ایک اسلامی حکومت بھی وجود میں آگئی۔

اس نوخیز حکومت میں قانون کی عملداری صرف اللہ تعالیٰ کے لئے تھی۔ اس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ہدایت دی کہ

ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ
فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ

پھر ہم نے آپ کو دین کے ایک خاص طریقہ پر کر
دیا۔ سو آپ اسی طریقہ پر چلے جایئے اور ان

الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ (جاثیہ ۱۸) جہلا کی خواہشوں پر نہ چلیے

اسی لیے کسی انسان کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے لیے یا کسی دوسرے شخص کیلئے خود قانونسازی کرے کیونکہ قانونسازی یا تشریعِ حضر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو یہ کہتے ہوئے قوت تشریع دی کہ :-

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىِٕثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ (اعراف ۱۵۷)

جو لوگ ایسے رسول امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس توریت و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں۔ اور پاکیزہ چیزوں کو ان کے لئے حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنے پیغمبر کی اطاعت فرض کی۔ قرآن مجید میں اس مضمون کی آیتیں بکثرت ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ۝ (نساء ۵۹)

اے ایمان والو! تم اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو۔ اور تم میں جو لوگ اہل حکومت ہیں ان کا بھی۔ پھر اگر تم کسی امر میں باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور رسول کی طرف حوالہ کر لیا کرو۔ اگر تم اللہ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ امور سب بہتر ہیں اور ان کا انجام خوشتر ہے۔

۲۔ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ احْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۝ (مائدہ ۹۲)

اور تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو اور رسول کی اطاعت کرتے رہو اور احتیاط رکھو۔ اور اگر اعراض کرو گے تو یہ جان رکھو کہ ہمارے رسول کے ذمہ صرف صاف صاف پہنچا دینا تھا۔

۳۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا

اے ایمان والو! اللہ کا کہنا مانو اور اس کے

اللّٰہ وَرَسُولَہٗ وَلَا تَوَلَّوا عَنْہُ وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْن ٥ (انفال۔۲۰)	رسول کا، اور اس کا کہنا ماننے سے روگردانی مت کرو۔ اور تم سن لیتے ہی ہو۔
۴۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (نساء ۸)	جس شخص نے رسول کی اطاعت کی، اس نے خداتعالیٰ کی اطاعت کی۔
وَمَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (حشر۔۷)	اور رسول تم کو جو کچھ دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے تم کو روک دیں تم رک جایا کرو۔

قرآن وحدیث ہی مصدرِ شریعت ہیں

اس طرح مسلمانوں کے نزدیک یہ حقیقت ثابت شدہ ہے کہ تشریع اور قانون سازی کا اساسی مرجع ومصدر، قرآن مجید اور سنّت رسول اللہ ہے۔ اس حقیقت کو تسلیم کر لینے کے بعد مسلمانوں کا جاہلیت کے ہر عقیدہ اور ہر قول وعمل سے تعلق ختم ہو جاتا ہے۔ اور ساری اسلامی دنیا کے لئے کتاب وسنّت ہی راہ نما قرار پاتی ہے۔ چنانچہ جب تک مسلمان ان دونوں سرچشموں سے انفرادی اور اجتماعی زندگی میں فیض حاصل کرتے رہے۔ اس وقت تک وہ غالب اور طاقت ور رہے۔ صدیوں یہی صورت حال رہی اور جب ان دونوں بنیادی نقطوں سے ان کا انحراف بڑھا تو عالم اسلام میں فوجی کمزوری آئی۔ اور سیاسی زوال کے ساتھ اقتصادی فقر بڑھا۔ یہاں تک کہ عالم اسلام کا اکثر حصہ استعمار کے زیر تسلط آیا اور مسلمان شکست وریخت کی ذلت وخواری سے دوچار ہوئے۔

بعض علاقوں میں مسلمانوں نے سامراجیوں کے اس غلبہ سے رہائی کی کوشش کی۔ جیسا کہ ہندوستان اور دوسرے اسلامی ممالک کی تاریخ سے ظاہر ہے۔ ان لوگوں نے جہاد کے علم کو بلند کیا اور جان ومال کی قربانی دے کر اپنی سرخروئی کا سامان مہیا کر لیا۔

استشراق کا اصل مقصد لیکن اس کشمکش کے نتیجہ میں استعمار نے یہ محسوس کیا کہ مسلمانوں میں جہاد بالسیف کی روح جب تک اثر فرما رہے گی، اس وقت ان کا تسلط اور غلبہ مکمل نہیں ہو گا۔ اس نے اپنے عزائم کی تکمیل کے لئے یہ بھی ضروری سمجھا کہ اسلامی معاشرہ کی امتیازی خوبیوں میں اسلامی معاشرہ کی امتیازی خوبیوں کو ہی ختم کر دیا جائے، ان امتیازی خوبیوں میں اسلام کا تشریعی، تعلیمی اور تربیتی نظام تھا۔ اسی لئے مغربی استعمار کی اولین کوشش اس بات کی رہی کہ وہ شریعت اسلامیہ کو مہمل اور ناکارہ ثابت کرے۔ اور اس کے لئے اس کے قدیم مصادر وماخذ میں شکوک وشبہات پیدا کرے۔ اور پھر ان کی افادی حیثیت پر طنز وتعریض کا رویہ اختیار کرے۔ تاکہ مسلمانوں کو ان سے رجوع کا خیال ہی نہ آئے۔

قرآن مجید کے اکثر احکام، کلیات اور عمومیات کی قسم سے ہیں جن کی تشریح و تفسیر کا حق حاملِ قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے جیسے نماز، اسلام کا بنیادی رکن ہے۔ قرآن میں متعدد موقعوں پر اقامت صلوٰۃ کا حکم موجود ہے لیکن نماز کیسے پڑھی جائے اس کی تفصیل قرآن مجید میں نہیں ہے۔ یہ امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہے کہ آپؐ اپنے قول و فعل سے اقامت صلوٰۃ کے طریقوں کو بیان فرمائیں۔ اس طریقہ کار میں یہ حکمت پوشیدہ ہے کہ سنت کی اہمیت واضح ہو اور اس طرح تشریع و قانون سازی میں اس کے مرتبہ و مقام کی تعیین ہو سکے۔

چنانچہ مغرب کی استعماری قوموں نے سب سے پہلے یہ ضروری سمجھا کہ سنت و حدیث سے جنگ کی جائے کیونکہ مسلمانوں کو حدیث سے دور کر دینے کے بعد اور تشریع کے میدان میں اس کے مرتبہ و مقام میں شکوک پیدا کر دینے کی وجہ سے قرآن کریم سے مقابلہ کرنا زیادہ آسان ہو جائے گا۔

منکرین حدیث کا وجود | استعمار کے اس کوشش کے نتیجہ میں ایک ایسا طبقہ ظہور میں آیا جس نے پہلے تو حدیث نبویؐ کے کسی ایک جزو کا انکار کیا۔ مثلاً وہ جہاد بالسیف کی حدیثوں کا منکر ہوا۔ اور بعد میں اس طبقہ نے پوری حدیث نبویؐ کا ہی انکار کر دیا۔

مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی اور چکڑالوی، ہندوستان میں اسی فکر کے نمائندے ہوئے جب کہ مصر میں توفیق صدقی نے بھی یہی دعوی کیا۔

حدیث نبویؐ پر طعن و تشکیک کے اس عمل میں اس "روشن خیال" اور فکری و روحانی شکست خوردہ اور مغربی تہذیب کے دلدادہ طبقہ کے ساتھ مغرب نے اپنے علماء استشراق کی مدد حاصل کی۔ ان مغربی مستشرقین کے لئے ہر قسم کی مادی آسائشیں فراہم کی گئیں تاکہ تلاش و جستجو کی ہر راہ ان کے لئے ہموار اور آسان ہو جائے۔ ساتھ ہی ان کے گرد تقدس کے ہالے بھی قائم کر دیے گئے۔ حدیث نبویؐ پر حملہ کرنے والے یہ لوگ استعمار کی فوج کا اقدامی دستہ بن گئے۔ اس طرح اندرونی اور بیرونی دونوں محاذوں پر ایک جنگ چھیڑ دی گئی۔ اندرونی محاذ پر "شکست خوردہ لیکن روشن خیال" مسلمان تھے اور بیرون میں مستشرقین کا ایک ہراول دستہ تھا۔

مستشرقین کے اس ہراول دستہ کی پہلی صف میں دو حضرات ایسے ہیں جن کی زندگی کا بڑا حصہ شریعت اسلامیہ کے مطالعہ اور تجزیہ میں صرف ہوا۔ ایک تو سنوک ہورخرونیہ[1] اور دوسرے گولڈ زیہر ان دونوں نے حدیث نبویؐ کے مرتبہ اور مقام اور تشریع کی بنیاد کو چیلنج کیا، تاہم وہ کوئی ایسا مربوط و منطقی اور جامع و مکمل نظریہ پیش کرنے سے قاصر رہے کہ جس کی بنیاد پر وہ حدیث اور اس کی تشریعی اہمیت کے بارے میں مسلمانوں کے عقیدہ پر ضرب لا سکیں

---

[1] نام میں عربی تلفظ کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

شاخت کا مرتبہ البتہ ایک اور مستشرق جنہوں نے اس سلسلہ میں نسبتاً زیادہ وسیع اور جدید نظریہ پیش کیا۔ وہ پروفیسر شاخت ہیں۔ جن کے بعض نظریات ہمارے اس مقالہ کا موضوع ہیں۔ شاخت نے اپنے نظریات کا محور فقہ اسلامی کو قرار دیا۔ اور اس لحاظ سے بلاشبہ پروفیسر شاخت کے مرتبہ تک نہ ان کا کوئی پیش رو پہنچ سکا اور نہ کسی ہم عصر کو دعوائے ہمسری کا یارا ہوا۔ شاخت نے اپنے نظریات کی تشریح اور تبلیغ کے لئے انگریزی، فرانسیسی اور جرمن زبانوں میں کئی مقالات اور کتابیں لکھیں۔

ایک کتاب "انٹروڈکشن ٹو اسلامک لا" کے نام سے مدون کی ان کی مشہور ترین کتابوں میں "اصول شریعت محمدی" (اوریجنز آف محمڈن جورس پروڈنس) ہے جس نے مغرب کی علمی دنیا میں غیر معمولی قبولیت اور عزت حاصل کی۔ اس کے متعلق پروفیسر گب نے لکھا ہے۔ کہ "اسلامی تہذیب اور تشریع کے مطالعہ کے لئے یہ کتاب کم از کم مغرب میں ایک بنیادی کتاب ہوگی"۔[1]

لندن یونیورسٹی میں فقہ اسلامی کے پروفیسر کولسن کی اس کتاب کی تعریف میں یہ کہا کہ "شاخت نے شریعت کے اصولوں سے متعلق ایسا نظریہ پیش کیا ہے جو اپنے وسیع دائرہ میں کسی غلطی کو قبول نہیں کرتا"۔[2]

پروفیسر شاخت کے ان نظریات نے تقریباً سارے مستشرقین کو متاثر کیا۔ ان میں پروفیسر اینڈرسن۔ پروفیسر جیرالڈ، کولسن اور بوسورتھ جیسے ممتاز اسکالر بھی شامل ہیں۔ شاخت کے دائرہ اثر میں فیضی، فضل الرحمن اور نیازی جیسے مسلمان شامل ہیں۔

شاخت نے اپنی کتاب میں اس کی پرزور کوشش کی ہے کہ وہ شریعت کی بنیادوں کو منہدم کردیں۔ اور اس طرح فقہ اسلامی کی تاریخ کے خدوخال ہی بدل دیں۔ اسلام کی ابتدائی تین صدیوں کے محدثین وفقہا کے بارے میں انہوں نے بار بار یہ تاثر دیا ہے کہ وہ سب دروغ گو اور تحریف کرنے والے تھے۔

یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ لندن اور کیمبرج کی یونیورسٹیوں میں کسی طالب علم کو یہ اجازت نہیں کہ وہ شاخت کی اس کتاب کا تنقیدی مطالعہ و تجزیہ پیش کرسکے۔ حالاں کہ یہ دونوں یونیورسٹیاں مطالعہ و تحقیق میں آزادی اور غیر جانبداری کا علم بلند کرتی ہیں۔

اس طرح شاخت اور ان کے نظریات کو تنقید سے بالاتر قرار دیا گیا۔ اگر کسی نے ان کے نظریات سے بحث کی تو اس کی یہ تحقیق لائق اعتنا نہیں سمجھی گئی۔ جیسا کہ آکسفورڈ یونیورسٹی کے ایک استاد کے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا۔ جنہوں نے فقہ اسلامی میں حدیث نبویؐ سے متعلق شاخت کے خیالات کا تجزیہ کیا ہے۔ مثلاً انہوں نے یہ لکھا تھا کہ پروفیسر

۱؎ جرنل آف کمپیریٹو لیجسلیشن اینڈ انٹرنیشنل لا ج ۳۳ ص ۱۴ ۲؎ السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی، ڈاکٹر مصطفےٰ صباعی ص ۲۵

شاخت اسلام میں شریعت کے مقام کے سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ :۔

" قانون یعنی شریعت، بڑی حد تک دین کے دائرہ سے خارج ہے " [1]

اسی بات کو انہوں نے اپنی کتاب " انٹروڈکشن ٹو اسلامک لا " میں زیادہ وضاحت کے ساتھ دہرایا ہے ایک جگہ وہ کہتے ہیں کہ :۔

اسلام کی پہلی صدی کے بڑے حصہ میں اس فقہ اسلامی کا وجود ہی نہیں جو نبی کریمؐ کے عہد میں موجود تھی اور جو فقہ اور قانون اس وقت رائج تھی وہ دین کے دائرہ سے باہر کی چیز تھی "

شاخت کا ایک بنیادی نظریہ شاخت کی تقریباً ہر تحریر میں اسی نظریہ کی صدائے بازگشت سنائی دیتی ہے اور یہی نظریہ ان کے تمام خیالات کا مرکزی اور بنیادی نظریہ ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب فقہ یا قانون شریعت کا وجود ذخیرہ، دین کے دائرہ سے خارج ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو زیادہ اہمیت نہیں دی۔ اور اسی صحابہؓ و تابعینؒ جیسے اولین مسلمانوں نے اس سے اعتنا نہیں کیا، تو اس میدان میں اہتمام کی ضرورت ہی نہیں اور اگر کبھی اہمیت دی بھی گئی تو یہ وقتی اور فوری ضرورت کے تحت دی گئی۔ اب اگر مصادر میں کہیں یہ اشارہ ملتا ہے کہ تشریع کے میدان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپؐ کے بعد صحابہؓ اور تابعینؒ میں علمائے مجتہدین نے کوششیں کیں تو یہ باتیں جھوٹ اور من گھڑت ہیں۔ شاخت کے ان خیالات کا یہ تجزیہ محض منطقی استدلال کے تحت نہیں ہے بلکہ انہوں نے نہایت صراحت کے ساتھ یہ دعویٰ کیا کہ :۔

" کسی ایک بھی فقہی حدیث کے متعلق یہ کہنا بہت دشوار ہے کہ وہ نبی کریمؐ سے صحیح طور پر منسوب ہے " [2]

شاخت کے ان مذکورہ خیالات کے نتیجہ میں کسی ایسے مقاصد سامنے آئے جو اسلام کے دشمنوں کو مطلوب تھے اور جن سے ان کی خواہشوں کی تکمیل ہوتی نظر آتی تھی۔ مثلاً

۱۔ مسلمان ملکوں میں شریعت کے نفاذ کا مطالبہ اور اس کی آرزو ایک مہمل بات ہے۔ اصلاً شریعت کا تعلق دین سے ہے ہی نہیں۔ بلکہ یہ دین سے خارج کی چیز ہے۔

۲۔ حدیث کا وجود ایک فرضی دعویٰ ہے۔ اس لئے جس فقہ کو قرآن و حدیث سے ماخوذ بتایا جاتا ہے وہ دراصل فقہ اسلامی نہیں ہے، بلکہ اس کا بڑا حصہ یہودیوں، عیسائیوں اور مذاہب کی شریعتوں سے ماخوذ ہے اور جو حصہ ان کے علاوہ ہے وہ مجتہدین کے اپنے اجتہادات پر مشتمل ہے۔

(جاری ہے)

---

[1] انٹروڈکشن ٹو اسلامک لا۔ صہ ۳۴

[2] فارن ایلیمنٹس ان اینشنٹ اسلامک لا۔ شاخت صہ ۹-۱۷

پاکستان آرمی میں

جونیئر کمیشنڈ آفیسر خطیبوں

کی ضرورت

پاکستان آرمی میں جونیئر کمیشنڈ خطیبوں کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کیلئے مطلوبہ قابلیت کے حامل حضرات سے درخواستیں مطلوب ہیں

مطلوبہ قابلیت

الف۔ حکومت پاکستان کے منظور شدہ کسی دینی مدرسہ سے درس نظامی میں فراغت کی سند

ب۔ پاکستان کے کسی بورڈ سے میٹرک یا سیکنڈری اسکول سرٹیفکیٹ۔

ج۔ روزمرہ امور کے متعلق عربی بول چال میں مہارت اضافی قابلیت تصور کی جائے گی۔

عمر ۔ یکم جولائی ۱۹۸۷ء کو ۲۰ سال سے کم اور ۳۵ سال سے زائد نہ ہو۔

عہدہ یا تنخواہ ۔ ملازمت کیلئے منتخب امیدواروں کو نائب خطیب (نائب صوبیدار) کا عہدہ دیا جائیگا فوجی وردی کی بجائے منظور شدہ شہری لباس ہوگا۔ جو فوج کی طرف سے مفت مہیا کیا جائیگا فوج کے جونیئر کمیشنڈ افسروں کی طرح ان کیلئے اوپر والے رینک میں ترقی کی گنجائش ہوگی۔

الاؤنس و دیگر مراعات ۔ وہ تمام الاؤنس جو فوج کے دیگر متقابل جے سی او صاحبان کو حاصل ہیں انہیں بھی حاصل ہونگے مثلاً ذات کیلئے مفت راشن مفت رہائش (جہاں مہیا ہو ورنہ کوارٹر الاؤنس) اپنے اور بیوی بچوں کیلئے مفت طبی سہولت سفر کی مراعات پنشن، گریجویٹی اور بیمہ کی مراعات وغیرہ وغیرہ

ملازمت کی جگہ ۔ پاکستان میں یا پاکستان کے باہر کسی جگہ۔

تربیت ۔ منتخب امیدواروں کو فوجی زندگی سے روشناس کرانے کی خاطر خاص تربیت بھی دی جائیگی۔

طریق انتخاب ۔ الف۔ مختلف مقامات پر ابتدائی تحریری امتحان (ب) طبی معائنہ (ج) انٹرویو اور حتمی انتخاب جی ایچ کیو ایجوکیشن ڈائریکٹوریٹ میں ہوگا۔ درخواستیں مجوزہ فارم پر اصل اسناد کی تصدیق شدہ نقول کے ہمراہ شعبہ دینی تعلیمات آرمی ایجوکیشن ڈائریکٹوریٹ آئی جی ٹی اینڈ ای برانچ جنرل ہیڈ کوارٹرز راولپنڈی کو ۱۰ مارچ ۱۹۸۷ء تک پہنچ جانی چاہئیں۔

درخواستوں کے فارم مذکورہ شعبہ دینی تعلیمات سے مبلغ ایک روپیہ ۶۰ پیسے کے ڈاک ٹکٹ لگے ہوئے لفافے بھیج کر حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

فارم طلب کرنے وقت اپنی قابلیت اور سند الفراغ کے بارے میں پوری معلومات لکھیں۔

بے لوث خدمت
بے خوف قیادت

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ
اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا
بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

O ye who believe! Fear God as He should be feared, and die not except in a state of Islam. And hold fast, all together, by the Rope which God stretches out for you, and be not divided among yourselves.

PREMIER TOBACCO INDUSTRIES LIMITED